

صحیح

شریف

فی شرح بیوی بر حاشی

۱۳۲۱ء امامیہ بی بی کا نسخہ پڑا اور ایمان افروز و شیر

عالم و حکیمہ الزکات





۴۲۲ احادیث نبوی کا صحیح پڑھنا اور ایمان افروز ذخیرہ

صحیح

# مُشْرِف

مُشْرِف

جلد



امام مسلم بن الحجاجؒ نے کئی لاکھ احادیث نبویؐ سے انتخاب فرما کر  
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:

عَلَامَةُ وَحِيدُ الزَّمَانِ



شرع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے



حضرت ابو بکرؓ کے پاس لایا انہوں نے وہ لڑکی انعام کے طور پر مجھ کو دے دی۔ جب ہم مدینہ میں پہنچے اور ابھی میں نے اس لڑکی کا کپڑا تک نہیں کھولا تھا تو جناب رسول اللہؐ مجھ کو بازار میں ملے اور فرمایا اے سلمہ! وہ لڑکی مجھ کو دیدے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! قسم اللہ کی وہ مجھ کو بھلی لگی ہے اور میں نے اس کا کپڑا تک نہیں کھولا۔ پھر دوسرے دن مجھ کو رسول اللہؐ بازار میں ملے اور فرمایا اے سلمہ! وہ لڑکی مجھ کو دے دے حیرا باپ بہت اچھا تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ آپ کی ہے قسم خدا کی میں نے تو اس کا کپڑا تک نہیں کھولا۔ پھر رسول اللہؐ نے وہ لڑکی مکہ والوں کو بھیج دی اور اس کے بدلے کئی مسلمانوں کو چھڑایا جو مکہ میں قید ہو گئے تھے۔

باب: جو مال کافروں کا بغیر لڑائی کے ہاتھ

آئے اس کا بیان

۴۵۷۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی میں تم آئے اور وہاں ٹھہرے تو تمہارا حصہ اس میں ہے اور جس بستی والوں نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی یعنی لڑائی کی تو پانچواں حصہ اس کا اللہ اور رسول کا ہے اور باقی چار حصے تمہارے ہیں۔

۴۵۷۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا بنی نضیر کے مال ان مالوں میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دیے اور مسلمانوں نے ان پر چڑھائی نہیں کی گھوڑوں اور

كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا فَتَقَبَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ يَا سَلَمَةُ هَبْ لِي الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ فَقَدْ أَعْجَبَنِي وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا ثُمَّ تَقَبَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَدُوِّ فِي السُّوقِ فَقَالَ لِي يَا سَلَمَةُ هَبْ لِي الْمَرْأَةَ لِلَّهِ أَبُوكَ فَقُلْتُ هِيَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ اللَّهُ مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا فَتَقَبَّلَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ فَقَدَى بَيْنَا نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا أُسِيرُوا بِمَكَّةَ.

بَابُ حُكْمِ الْفَيْءِ

۴۵۷۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( أَيْمًا قَرْيَةً أَتَيْتُمُوهَا وَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهْنُكُمْ فِيهَا وَأَيْمًا قَرْيَةً عَصَتْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنْ خُفِسَتْ لَلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ )).

۴۵۷۵۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ بِحَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ

(۴۵۷۴) ☆ اس حدیث میں بیان ہے مال فئی اور غنیمت کا یعنی جو ملک بدوین جنگ کافروں نے خالی کر دیا صلح سے قابو میں آیا وہ سب کا سب مال ہے بیت المال کا اس کو فئی کہتے ہیں اس میں غازیوں کا حصہ مقرر نہیں لیکن اگر وہاں جا کر ٹھہریں تو بطور عطا کے حصہ پائیں گے اس واسطے کہ مصارف بیت المال میں غازی بھی داخل ہیں۔ اور جو ملک جنگ سے فتح ہو اس میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے اور باقی چار حصے غازیوں کے۔ اس کو غنیمت کہتے ہیں (تحتہ الاختیار)۔ نووی نے کہا شافعی کے نزدیک فئی میں بھی غنیمت واجب ہے جیسے غنیمت میں واجب ہے اور باقی علماء نے اختلاف کیا ہے کہ فئی میں غنیمت نہیں ہے۔ ابن منذر نے کہا شافعی کے ان سے پہلے کوئی فئی میں غنیمت کا قائل نہیں ہوا۔

(۴۵۷۵) ☆ نووی نے کہا ایک سال کا خرچ نکالنے لیکن سال پورا ہونے سے پہلے وہ صرف ہو جاتا نیک کاموں میں۔ اسی وجہ سے ظہر



فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاصَّةٌ  
فَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَةً وَمَا بَقِيَ يَجْعَلُهُ  
فِي الْكُورَاعِ وَالسَّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

۴۵۷۶- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۴۵۷۷- عَنْ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ حَدَّثَهُ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ  
الْحَطَّابِ فَجِئْتُهُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ قَالَ  
فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِهِ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفَضَّيًّا  
إِلَى رُمَالِهِ مُشْكِنًا عَلَى وَسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ  
لِي يَا مَالُ إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أُتَيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ  
وَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضَخِ قَحْضِهِ فَأَقْسِمُهُ بَيْنَهُمْ  
قَالَ قُلْتُ لَوْ أَمَرْتُ بِهَذَا غَيْرِي قَالَ خُذْهُ يَا  
مَالُ قَالَ فَجَاءَ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ يَا أُمِيْرُ  
الْمُؤْمِنِينَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ  
وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ  
فَدَخَلُوا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ  
وَعَلِيِّ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَقَالَ عَبَّاسُ يَا أُمِيْرُ  
الْمُؤْمِنِينَ أَقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا الْكَاذِبِ الْبَائِسِ

۴۵۷۷- زہری سے روایت ہے کہ مالک اوس کے بیٹے نے  
حدیث بیان کی ان سے مجھے حضرت عمرؓ نے بلا بھیجا میں ان کے  
پاس دن چڑھے آیا وہ اپنے گھر میں تخت پر بیٹھے تھے گدی پر اور کوئی  
فرش اس پر نہ تھا اور تکیہ لگائے ہوئے تھے ایک چڑے کے تکیہ  
پر۔ انہوں نے کہا اے مالک! میری قوم کے کئی گھروالے دوڑ کر  
میرے پاس آئے میں نے ان کو کچھ تھوڑا دلادیا ہے تو ان سب کو  
بانٹ دے۔ میں نے کہا کاش یہ کام آپ اور کسی سے لیوں۔  
انہوں نے کہا تو لے لے اے مالک! اسنے میں یرفاء (ان کا عرض  
بیگے اور خدمت گار) آیا اور کہنے لگا اے امیر المؤمنین! عثمان بن  
عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ حاضر ہیں۔ حضر  
ت عمرؓ نے کہا اچھا ان کو آنے دے۔ وہ آئے پھر یرفاء غلام آیا  
ور کہنے لگا عباسؓ اور علیؓ آنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اچھا ان  
کو بھی اجازت دے۔ عباسؓ نے کہا اے امیر المؤمنین! میرا اور اس  
جھوٹے گنہگار دغا باز چور کا فیصلہ کر دیجئے اور ان کو اس نئے سے

تھ جب آپؐ نے وفات پائی تو آپ کی زرد جو کے بدل کر دھنی اور تین دن آپ نے ہیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

(۴۵۷۷) یہ چاروں لفظ یعنی جھوٹا گنہگار دغا باز چور حضرت علیؓ کو کہے اور اس کی تاویل یوں کی ہے کہ یہ شرط کے طور ہیں اور شرط  
مخدوف ہے یعنی اگر حضرت علیؓ انصاف نہ کریں اور حق پر راضی نہ ہوں تو وہ ایسے ہو گئے یا بطور پیار کہے جیسے باپ بیٹے کو کہتا ہے۔ کیوں کہ  
عباسؓ چچا تھے اور مثل باپ کے تھے۔ امام ہازریؒ نے کہا کہ حضرت علیؓ کی شان بہت بڑی ہے اور ان میں ان چاروں اوصاف میں سے کوئی  
دعف نہ تھا بلکہ وہ سچے راست باز نیک امانت دار تھے گو ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ معصوم تھے بلکہ معصوم صرف رسول اللہؐ تھے یا جس کو آپؐ نے  
معصوم کہا اور ہم کو حکم ہے صحابہ کرام کے ساتھ نیک گمان کرنے کا اور ہر ایک بری بات سے ان کو پاک سمجھنے کا اور اگر تاویل نہ ہو سکے تو یہ کہیں  
گے کہ راویوں نے جھوٹ کہا اور یہ تاویل بھی ہو سکتی ہے کہ ایک امر ایک کے نزدیک خطا ہوتا ہے اور دوسرے کے نزدیک نہیں ہوتا جیسے مالکی  
نہیند پینے والے کو ناقص الدین کہے پر حنفی اس کو کامل الدین کہے گا ایسے ہی ہو سکتا ہے کہ حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کی کارروائی کو غلط سمجھتے ہوں  
لیکن حضرت علیؓ اس کو ٹھیک سمجھتے ہوں۔ اتنی مختصر! ۵

الْعَادِرِ الْخَائِنِ فَقَالَ الْقَوْمُ أَجَلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَقْبَضَ يَتَهُمْ وَأَرْحَهُمْ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ يُخَيِّلُ إِلَيَّ أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوا قَدْ مَوَّهَهُمْ لِذَلِكَ فَقَالَ عُمَرُ اتَّبِدَا أَنْتُمَا بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنُهُ تَقَوْمُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَنْتَعِلْمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ )) قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ فَقَالَ أَنْتُمَا بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنُهُ تَقَوْمُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَنْتَعِلْمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ )) قَالَا نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ اللَّهَ جَلٌّ وَعَزٌّ كَانَ حَصْرُ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَاصَّةٍ لَمْ يُخَصَّصْ بِهَا أَحَدًا غَيْرَهُ قَالَ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْفَرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ مَا أُذِرِيَ هَلْ قَرَأَ آيَةَ الْبَنِي قَبْلَهَا أَمْ لَا قَالَ فَقَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَكُمْ أَمْوَالَ بَنِي النَّضِيرِ فَوَاللَّهِ مَا اسْتَأْثَرَ عَلَيْكُمْ وَنَا أَخَذَهَا دُونَكُمْ حَتَّى بَقِيَ هَذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْهُ نَفَقَةً

راحت دیجئے۔ مالک بن اوس نے کہا میں جانتا ہوں کہ ان دونوں نے (یعنی حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے) عثمانؓ اور عبدالرحمنؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ کو اس لیے آگے بھیجا تھا کہ وہ حضرت عمرؓ سے کہہ کر فیصلہ کرا دیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا ٹھہرو میں تم کو قسم دیتا ہوں اس خدا کی جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہم پیغمبروں کے مال میں وارثوں کو کچھ نہیں ملتا اور جو ہم چھوڑ جاویں وہ صدقہ ہے؟ سب نے کہا ہاں ہم کو معلوم ہے۔ پھر حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جاویں وہ صدقہ ہے؟ ان دونوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کے ساتھ ایک بات خاص کی تھی جو اور کسی کے ساتھ خاص نہیں کی فرمایا اللہ نے جو دیا اپنے رسول کو گاؤں والوں کے مال میں سے وہ اللہ اور رسول کا ہی ہے (مجھے معلوم نہیں کہ اس سے پہلے کی آیت بھی انہوں نے پڑھی یا نہیں)۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا تو رسول اللہؐ نے تم لوگوں کو بنی نضیر کے مال بانٹ دیئے اور قسم خدا کی آپ نے مال کو تم سے زیادہ نہیں سمجھا اور نہ یہ کیا کہ آپ لیا ہو اور تم کو نہ دیا ہو یہاں تک کہ یہ مال رہ گیا اس میں سے رسول اللہؐ ایک سال کا اپنا

اللہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو یہ حدیث معلوم تھی تو پھر انہوں نے کیوں جھگڑا کیا؟ علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ ان دونوں کا جھگڑا تقسیم کے لیے تھا وہ یہ چاہتے تھے کہ جائیداد دونوں میں بٹ جاوے اور ہر ایک اپنے حصہ میں وہی کرتا رہے جیسے رسول اللہؐ کرتے تھے یہ حضرت عمرؓ نے اس کی تقسیم ناجائز رکھی اس وجہ سے کہ جب بہت زمانہ گزر جاوے تو لوگ اس کو میراث نہ سمجھنے لگیں خاص کر ایسی حالت میں کہ بنی کا حصہ چچا کے ساتھ آدھوں آدھ ہوتا ہے تو کوئی خیال کرے گا کہ یہ تقسیم بطور ترکہ کے تقسیم کی تھی اور جب حضرت علیؓ کی خلافت ہوئی تو انہوں نے بھی اس کو تقسیم نہیں کیا بلکہ صدقہ کے طور پر قائم رکھا اور سفاحؓ نے اس شخص کو جس نے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کا ظلم فدک کے باب میں بیان کیا تھا یہی جواب دیا کہ کیا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے بھی تجھ پر ظلم کیا ہے تب وہ چپ ہو گیا اور سفاحؓ نے اس کو سخت اور سخت کہا۔ اللہ

سَنَةِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَيْنَ أَسْوَةِ الْأَمَلِ ثُمَّ قَالَ  
 نَشَدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذَنُ بِثَقُومِ السَّمَاءِ  
 وَارْضُ أَنْتَ لِمَنْ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ نَشَدَ  
 عَنَّا وَعَلَيْنَا بِمِثْلِ مَا نَشَدُ بِهِ الْقَوْمَ أَنْتَ لِمَنْ  
 ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَلَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُمَا  
 تَطْلُبُ مِيرَاثَ مَنْ ابْنِ أُخِيكَ وَيَطْلُبُ هَذَا  
 مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (( مَا  
 نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةً )) فَرَأَيْنَاهُ كَاذِبًا  
أَيْمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ  
 رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى أَبُو بَكْرٍ وَأَنَا وَلِيُّ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلِيُّ أَبِي  
 بَكْرٍ فَرَأَيْتُمَانِي كَاذِبًا أَيْمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللَّهُ  
 يَعْلَمُ إِنِّي لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ  
 فَوَلِيَّتُهُ ثُمَّ جِئْتَنِي أَنْتَ وَهَذَا وَأَنْتُمَا جَمِيعٌ  
 وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ فَقَتْنُمَا ادْفَعْنِي إِلَيْنَا فَقُلْتُ إِذَا  
 شِئْتُمْ دَفَعْنَاهُ إِلَيْكُمَا عَلَى أَنْ عَلَيْكُمَا عَهْدُ  
 اللَّهِ أَنْ تَعْمَلَا فِيهَا بِالَّذِي كَانَ يَفْعَلُ رَسُولُ

خرج نکال لیتے اور جو بیچ رہتا وہ بیت المال میں شریک ہوتا ہے  
 حضرت عمرؓ نے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں اس اللہ تعالیٰ کی جس نے  
 حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں تم یہ سب جانتے ہو یا نہیں؟  
 انہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ پھر قسم دی عباسؓ اور علیؓ کو ایسی ہی  
 انہوں نے بھی یہی کہا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا جب رسول اللہؐ کی  
 وفات ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا میں ولی ہوں جناب  
 رسول اللہؐ کا تو تم دونوں اپنا ترکہ مانگتے آئے عباسؓ تو اپنے جھگڑے کا  
 ترکہ مانگتے تھے (یعنی رسول اللہؐ عباسؓ کے بھائی کے بیٹے تھے)  
 اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اپنی بی بی کا حصہ ان کے باپ کے مال  
 سے چاہتے تھے (یعنی حضرت فاطمہؓ زہراؓ کا جو بی بی تھیں حضرت  
 علیؓ کی اور بیٹی تھیں حضرت رسول اللہؐ کی) ابو بکرؓ نے یہ جواب دیا  
 کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو  
 ہم چھوڑ جاویں وہ صدقہ ہے تم نے ان کو جھوٹا گنہگار دغا باز چور  
 سمجھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ سچے نیک ہدایت پر تھے حق کے  
 تابع تھے پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات ہوئی اور میں ولی ہوا  
 رسول اللہؐ کا اور ابو بکرؓ کا تم نے مجھ کو بھی جھوٹا گنہگار دغا باز چور سمجھا  
 اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں نیک ہوں ہدایت پر ہوں  
 حق کا تابع ہوں میں اس مال کا بھی ولی رہا پھر تم دونوں میرے پاس  
 آئے اور تم دونوں ایک ہو اور تمہارا حکم بھی ایک ہے (یعنی اگرچہ  
 تم ظاہر میں دو شخص ہو مگر اس لحاظ سے کہ قرابت رسول دونوں

لہ یہاں بھی وہی تاویل ہے جو اوپر حضرت عباسؓ کے قول کی گزری جو انہوں نے حضرت علیؓ کے لیے کہا تھا میں وہی انتظام کرتا ہوں گا جو  
 جناب رسول اللہؐ کرتے تھے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ شیعہ جو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ پر طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے باغ فدک وغیرہ  
 میں حضرت فاطمہؓ زہراؓ کا حق نہ دیا اور اس کو دبا رکھا یہ طعن کس قدر نامعقول ہے کیونکہ حضرت ابو بکرؓ نے جو حدیث حضرتؓ سے سنی تھی اس  
 کے خلاف کسے عمل کر سکتے تھے؟ البتہ اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ اس مال کو خود کھا جاتے یا اپنے تصرف میں لاتے اور حضرتؓ کے گھر بار پر صرف  
 نہ کرتے تو بھی طعن کا موقع ہوتا اور اتنی عقل ان یہ قوفوں کو نہیں آتی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ مکہ اور مدینہ اور یمن اور طائف اور خیبر اور نجد  
 اور شام کے حاکم ہو چکے تھے جو لاکھوں کروڑوں روپیہ حاصل کا مالک تھا اور جس کی سلطنت اتنی وسیع ہو اور وہ اس میں رتی برابر بے ایمانی ظن



اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذْتُمَا بِذَلِكَ  
فَأَنْكَذِلَكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ ثُمَّ جِئْتُمَانِي  
لِأَقْضِي بَيْنَكُمَا وَلَا وَاللَّهِ لَا أَقْضِي بَيْنَكُمَا  
بِغَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا  
عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ.

میں موجود ہے مثل ایک شخص کے ہو) تم نے یہ کہا کہ یہ مال  
ہمارے سپرد کر دو۔ میں نے کہا اچھا اگر تم چاہتے ہو تو میں تم کو دے  
دیتا ہوں اس شرط پر کہ تم اس مال میں وہی کرتے رہو گے جو جناب  
رسول اللہ کیا کرتے تھے۔ تم نے اسی شرط سے یہ مال مجھ سے لیا پھر  
حضرت عمرؓ نے کہا کیوں ایسا ہی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں حضرت عمرؓ  
نے کہا پھر تم دونوں اب میرے پاس آئے ہو فیصلہ کرانے کو اور قسم  
اللہ کی میں سو اس کے اور کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں قیامت تک  
البتہ اگر تم سے اس مال کا بندوبست نہیں ہو تا تو مجھ کو پھر دے دو۔

۴۵۷۸- عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ  
الْحَدَّانِ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ  
إِنَّهُ قَدْ خَضَرَ أَهْلُ أَيْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ يَنْخُورُ حَدِيثَ  
مَالِكٍ غَيْرَ أَنْ فِيهِ فَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهُ سَنَةً  
وَرَبَّمَا قَالَ مَعْمَرٌ يَخْبِسُ قُوتَ أَهْلِهِ مِنْهُ سَنَةً ثُمَّ  
يَجْعَلُ مَا بَقِيَ مِنْهُ مَجْعَلُ مَالِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

باب: رسول اللہ ﷺ کا قول کہ جو مال ہم چھوڑ جائیں  
اس کا کوئی وارث نہیں بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ

۳۵۷۹- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
ہے جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی بیبیوں نے  
حضرت عثمانؓ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس بھیجنا چاہا اپنا ترکہ  
مانگنے کے لیے رسول اللہ کے مال سے، حضرت عائشہؓ نے کہا ان  
سے کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث  
نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جاویں وہ صدقہ ہے۔

۴۵۷۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ  
ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ  
يَمْنَعُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَيَسْأَلَهُ  
مِيرَاثَهُنَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ  
عَائِشَةُ لَهُنَّ الْإِنْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا  
نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ))

تھے نہ کرے اور سب مسلمانوں کا برابر حصہ دیوے وہ چند درخت کھجور کے لیے کیسے بے ایمانی کرے گا علاوہ اس کے حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی  
خلافت میں وہ سب مال حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے سپرد کر دیے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی  
نیت معاذ اللہ اس مال کو غصب کرنے کی نہ تھی اس لیے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہر امر میں حضرت عمر فاروقؓ کی رائے پر چلتے تھے۔

۴۵۸۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَقَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَقَدْكَرَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمْسٍ خَيْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ)) وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَالِهَا النَّبِيِّ كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانِي أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيَّ فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدْتُ فَاطِمَةَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ قَالَ فَهَجَرْتُهُ فَلَمْ تُكَلِّمُهُ حَتَّى

۴۵۸۰- ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے حضرت فاطمہ زہراؓ رسول اللہؐ کی صاحبزادی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس کسی کو بھیجا پناہ کر کے مانگنے کو رسول اللہؐ کے ان مالوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے دیے آپ کو مدینہ میں اور فدک میں اور جو کچھ بچتا تھا خیر کے خمس میں سے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جو ہم چھوڑ جاویں وہ صدقہ ہے اور حضرت محمدؐ کی اولاد اسی مال میں سے کھاوے گی اور میں تو قسم خدا کی رسول اللہؐ کے صدقہ کو کچھ بھی نہیں بدلوں گا اس حال سے جیسے رسول اللہؐ کے زمانہ مبارک میں تھا اور میں اس میں وہی کام کروں گا جو جناب رسول اللہؐ کرتے تھے۔ غرضیکہ حضرت ابو بکرؓ نے انکار کیا حضرت فاطمہؓ کو کچھ دینے اور حضرت فاطمہؓ کو غصہ آیا انہوں نے حضرت ابو بکرؓ سے ملاقات چھوڑ دی اور بات نہ کی یہاں تک کہ وفات ہوئی ان کی (نوویؒ نے کہا یہ ترک ملاقات وہ ترک نہیں جو شرع میں حرام ہے اور وہ یہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام نہ کرے یا سلام کا جواب نہ دے) اور وہ رسول اللہؐ کے بعد صرف چھ مہینہ زندہ رہیں۔ (العضوں نے کہا آٹھ مہینے یا نو مہینے

(۴۵۸۰) نوویؒ نے کہا حضرت علیؓ نے جو بیعت میں دیر کی اس کی وجہ خود حضرت علیؓ نے اس روایت میں بیان کر دی اور حضرت ابو بکرؓ نے ان کا عذر قبول کیا اور باوجود اس کے کہ حضرت علیؓ نے بیعت میں دیر کی ابو بکرؓ کی بیعت میں کچھ خلل نہیں ہوتا اس لیے کہ بیعت کی صحت کے لیے سب لوگوں کا بیعت کرنا ضروری نہیں بلکہ جس قدر لوگ علماء اور رؤسا اور معتبر آدمیوں میں سے بیعت کر لیں آسانی سے وہی کافی ہے بشرطیکہ دوسرے معتبر لوگ خلاف نہ کریں اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا خلافت نہیں کیا تھا مگر عذر کی وجہ سے صرف انہوں نے دیر کی اور وہ عذر یہ تھا کہ باوجود ان کی جلالت قدر اور عظمت شان کے ان کو مشورہ میں شریک نہیں کیا اس وجہ سے ان کو رنج ہوا اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کا جملہ یکرنا خلافت کے لیے اس وجہ سے تھا کہ وہ نہایت ضروری ہو گیا تھا اور دیر کرنے میں ڈر تھا کہ کہیں اور کوئی فتنہ اٹھ نہ کھڑا ہو اور اسی واسطے رسول اللہؐ کے دفن پر بھی اس کو مقدم کیا۔ (انتہی مختصر)

حضرت عمر فاروقؓ کا آمان کو ناپسند تھا اس لیے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے مزاج مبارک میں سختی اور صفائی تھی وہ ڈرے کہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی مدد کے لیے کوئی سخت بات کہہ بیٹھیں اور بنی ہاشم کے دلوں کو جو رسول اللہؐ کی وفات سے رنج میں تھے اور زیادہ رنج ہو اور مصلحت فوت ہو جاوے کیونکہ حضرت علیؓ نے ان کو ابو بکرؓ کے ساتھ بیعت کر لینے پر راضی کر لیا تھا اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس لیے جانے سے منع کیا اس خیال سے کہ وہ نرم دل ہیں اور صابر تو بنی ہاشم ان کو اکیلا پا کر کچھ سخت نہ کہہ بیٹھیں اور شاید اس کی وجہ سے

تُوفِّيتُ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوفِّيتُ ذَنبَهَا زَوْجُهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَبَّأُ وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوفِّيتُ اسْتَكْرَمَ عَلِيُّ وَجْهَهُ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَاحَبَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ بِبَايَعِ بَلَكِ الْأَشْهُرِ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ آتِنَا وَلَا يَأْتِنَا مَعَكَ أَخَذَ كَرَاهِيَةً مَخْضَرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ وَاللَّهِ لَا تَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَخَذَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا عَسَاهُمْ أَنْ يَفْعَلُوا بِي إِنْ يَفْعَلُوا لَأَتَيْتُهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ وَمَا أُعْطَاكَ اللَّهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَافَهُ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَكِنَّكَ اسْتَبَدَّدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَحْنُ نَرَى لَنَا حَقًّا لِقَرَاتِنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِي

یادو مینے یا ستر دن) بہر حال تین تاریخ رمضان مبارک ۱۱ھ مقدس کو انہوں نے انتقال فرمایا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے خاوند حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان کو رات کو دفن کیا اور حضرت ابو بکرؓ کو خبر نہ کی (اس سے معلوم ہوا کہ رات کو دفن کرنا بھی جائز ہے اور دن کو افضل ہے اگر کوئی عذر نہ ہو) اور نماز پڑھی ان پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور جب تک حضرت فاطمہ زہراؓ زندہ تھیں تب تک لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف مائل تھے (بوجہ فاطمہؓ کے)۔ جب وہ انتقال کر گئیں تو حضرت علیؓ نے دیکھا لوگ میری طرف سے پھر گئے۔ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ سے صلح کر لینا چاہا اور ان سے بیعت کر لینا مناسب سمجھا اور ابھی تک کئی مہینے گزرے تھے انہوں نے بیعت نہیں کی تھی حضرت ابو بکرؓ سے تو حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بلا بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ اکیلے آئیے آپ کے ساتھ کوئی نہ آوے کیونکہ وہ حضرت عمرؓ کا آنا پسند کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہا قسم خدا کی تم اکیلے انکے پاس نہ جاؤ گے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا وہ میرے ساتھ کیا کریں گے قسم خدا کی میں تو اکیلا جاؤں گا۔ آخر حضرت ابو بکرؓ ان کے پاس گئے اور حضرت علیؓ نے تشہد پڑھا (جیسے خطبہ کے شروع میں پڑھتے ہیں) پھر کہا ہم نے پہچانا اے ابو بکرؓ تمہاری فضیلت کو اور جو اللہ

نے ابو بکرؓ کا دل پھر جاوے اور دوسرا فساد اٹھ کھڑا ہو اور حضرت عمرؓ کے سامنے دونوں طرف والوں پر عرب رہتا تھا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کی قسم کو توڑ دیا کیونکہ قسم کا پورا کرنا چاہی ضروری ہے کہ اس سے کوئی فساد پیدا نہ ہو۔

حضرت ابو بکرؓ نہایت نرم دل اور بردبار اور رقیق القلب تھے ان کو ذرا سی بات میں رونا آ جاتا جب حضرت علیؓ نے اپنی قربت اور رشتہ داری اور اپنی فضیلت جو رسول اللہؐ نے بیان فرمائی تھی بیان کی ان کی آنکھیں بھر آئیں اور اسی وقت حضرت علیؓ نے بھی حضرت ابو بکرؓ سے بخوبی بیعت کی۔ صحابہ کرامؓ کا بھی یہی حال تھا اللہ تعالیٰ ان کی شان میں فرماتا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم سخت ہیں کافروں پر اور ملائم ہیں آپس میں۔ یہی بات کہ حضرت ابو بکرؓ سے حضرت فاطمہ زہراؓ ناراض ہو گئیں تو حضرت ابو بکرؓ اس میں کچھ قصور نہ تھا بلکہ انہوں نے حضرت کی حدیث سنائی اور مال کا خرچ اسی طرح قائم رکھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ فرماتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے یہ نہیں



نَفْسِي بِيَدِهِ لِقَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي وَأَمَّا الَّذِي شَحَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَمْوَالِ فَإِنِّي لَمْ آلْ فِيهَا عَنْ الْحَقِّ وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَبِي بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ صَلَاةَ الظُّهْرِ رَفِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنِ عَلِيٍّ وَتَحَلَّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَعَّظَ حَقُّ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَّهُ لَمْ يَخْلِعْهُ عَلَى الَّذِي صَنَعَ نَفَاسَةً عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَلَا إِنْكَارًا لِلَّذِي فَضَّلَهُ اللَّهُ بِهِ وَلَكِنَّا كُنَّا نَرَى لَنَا فِي الْأَمْرِ نَصِيبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا بِهِ فَوَجَدْنَا فِي أَنْفُسِنَا فُسْرًا بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ وَقَالُوا أَصَبَتْ فَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَلِيٍّ قَرِيبًا حِينَ رَاجَعَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوفَ.

نے تم کو دیا اور ہم رشک نہیں کرتے اس نعمت پر جو اللہ نے تم کو دی (یعنی خلافت اور حکومت) لیکن تم نے اکیلے اکیلے یہ کام کر لیا اور ہم سمجھتے تھے کہ ہمارا بھی حق ہے اس میں کیونکہ ہم قرابت رکھتے تھے رسول اللہ سے۔ پھر برابر حضرت ابو بکرؓ سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آنکھیں بھر آئیں۔ جب حضرت ابو بکرؓ نے گفتگو شروع کی تو کہا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جناب رسول اللہؐ کی قرابت کا لحاظ مجھ کو اپنی قرابت سے زیادہ ہے اور یہ جو مجھ میں اور تم میں ان باتوں کی بابت (یعنی فدک اور نصیر اور خمس خیبر وغیرہ) اختلاف ہوا تو میں نے حق کو نہیں چھوڑا اور میں نے وہ کوئی کام نہیں چھوڑا جس کو میں نے دیکھا رسول اللہؐ کو کرتے ہوئے بلکہ اس کو میں نے کیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا اچھا آج سہ پہر کو ہم آپ سے بیعت کریں گے۔ جب حضرت ابو بکرؓ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر چڑھے اور تشہد پڑھا اور حضرت علیؓ کا قصہ بیان کیا اور ان کے دیر کرنے کا بیعت سے اور جو عذر انہوں نے بیان کیا تھا وہ بھی کہا پھر دعا کی مغفرت کی اور حضرت علیؓ نے تشہد پڑھا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت بیان کی اور یہ کہا کہ میرا دیر کرنا بیعت میں اس وجہ سے نہ تھا کہ مجھ کو حضرت ابو بکرؓ پر شک ہے یا انکی بزرگی اور فضیلت کا مجھے انکار ہے بلکہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اس خلافت میں ہمارا بھی حصہ ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے اکیلے بغیر صلاح کے یہ کام کر لیا اس وجہ سے ہمارے دل کو یہ رنج

تھ کیا کہ وہ مال و دولت دہا لیتے یا اپنے صرف میں لاتے آپ کے پیسوں اور رشتہ داروں کو نہ دیتے۔ اگر ابو بکر صدیقؓ کی ایسی نیت ہوتی تو اپنا روپیہ اور مال حضرت پر آپ کی زندگی میں کیوں شمار کرتے اور صحابہ کرام ان کی خلافت کو کیوں منظور کرتے یا اس ہمہ حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؓ کے جانے پر اکیلے انکے پاس چلے گئے حضرت عمر فاروقؓ نے منع بھی کیا لیکن نہ مانا۔ اگر واقعی ان حضرات کے دلوں میں عداوت یا دشمنی ہوتی تو اس طرح ایک دوسرے سے نہ ملتے ملتے یہ سب رافضیوں کا طوفان ہے جو صحابہ کرام کی شان میں ایسے بے ادبی کے الفاظ نکالتے ہیں اور اس کا بدلہ بہت قریب ہے۔

ہوا۔ یہ سن کر مسلمان خوش ہوئے اور سب نے حضرت علیؓ سے کہا تم نے ٹھیک کام کیا۔ اس روز سے مسلمان حضرت علیؓ کی طرف مائل ہو گئے جب انہوں نے واجبی امر کو اختیار کیا۔

۳۵۸۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت فاطمہ زہراؓ اور حضرت عباسؓ دونوں حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اپنا حصہ مانگتے تھے رسول اللہؐ کے مال میں سے اور وہ اس وقت طلب کرتے تھے فدک کی زمین اور خیبر کا حصہ ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہؐ سے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں یہ ہے کہ پھر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ کی بڑائی بیان کی اور ان کی فضیلت اور سبقت اسلام کا ذکر کیا پھر ابو بکرؓ کے پاس گئے اور ان سے بیعت کی۔ اس وقت لوگ حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے آپ نے ٹھیک کیا اور اچھا کیا اور اس وقت سے لوگ ان کے طرفدار ہو گئے جب سے انہوں نے واجبی بات کو مان لیا۔

۳۵۸۲۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکرؓ سے اپنا حصہ مانگا رسول اللہ ﷺ کے ترکہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جو ہم چھوڑ جاویں وہ صدقہ ہے اور حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صرف چھ مہینے تک زندہ رہیں اور وہ اپنا حصہ مانگتی تھیں خیبر اور فدک اور مدینہ کے صدقہ میں سے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نے نہ دیا اور یہ کہا کہ میں کوئی کام جس کو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے چھوڑنے والا نہیں میں ڈرتا ہوں کہیں گمراہ نہ ہو جاؤں۔ پھر مدینہ

۴۵۸۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَةَ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسَاقَ الْحَدِيثِ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ قَامَ عَلَيَّ فَعَظَّمُ مِنْ حَقِّ أَبِي بَكْرٍ وَذَكَرَ فَضِيلَتَهُ وَسَابِقَتَهُ ثُمَّ مَضَى إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالُوا أَصَبَتْ وَأَحْسَنْتَ فَكَانَ النَّاسُ قَرِيْبًا إِلَى عَلِيٍّ حِينَ قَارَبَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوفَ

۴۵۸۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ رَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَا نُورِثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً )) قَالَ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَقَدْكَ وَصَدَقْتَهُ بِالْمَدِينَةِ فَأَبَى  
أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذَلِكَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ  
إِنَّا عَمَلْتُ بِهِ إِنِّي أَخَشَى أَنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ  
أَمْرِهِ أَنْ أَرِيعَ فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ  
إِلَيَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَأَمَّا خَيْبَرُ  
وَقَدْكَ فَأَمْسَكْتُهَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحَقُوقِهِ الَّتِي  
تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهِ وَأَمْرُهُمَا إِلَيَّ مِنْ رَبِّي الْأَمْرُ قَالَ  
فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ

۴۵۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (( لَّا  
يُقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةٍ  
نِسَانِي وَمَثُونَةٍ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ ))

۴۵۸۴- عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۴۵۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ  
(( لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً ))

کا صدقہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں حضرت علیؓ اور عباسؓ کو  
دے دیا لیکن حضرت علیؓ نے عباسؓ پر غلبہ کیا (یعنی اپنے قبضہ میں  
رکھا) اور خیبر اور فدک کو حضرت عمرؓ نے اپنے قبضہ میں رکھا اور  
یہ کہا کہ یہ دونوں صدقہ تھے رسول اللہ ﷺ کے جو صرف ہوتے  
آپ کے حقوق اور کاموں میں جو پیش آتے آپ کو اور یہ دونوں  
اس کے اختیار میں رہیں گے جو حاکم ہو مسلمانوں کا پھر آج تک  
ایسا ہی رہا (یعنی خیبر اور فدک ہمیشہ خلیفہ وقت کے قبضہ میں  
رہے۔ حضرت علیؓ نے بھی اپنی خلافت میں ان کو تقسیم نہیں کیا۔  
پس شیعوں کا اعتراض حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ  
رضی اللہ عنہم پر لغو ہو گیا)۔

۴۵۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا میرے وارث ایک دینار بھی ہانت نہیں سکتے جو  
چھوڑ جاؤں اپنی عورتوں کے خرچ کے بعد اور منتظم کی اجرت  
کے بعد بچے تو وہ صدقہ ہے۔

۴۵۸۴- ترجمہ وہی جو اوپر گزرا۔

۴۵۸۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑ جاویں وہ صدقہ ہے۔

(۴۵۸۳) ☆ نوویؒ نے کہا جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ کل انبیاء علیہم السلام کا یہی حکم ہے کوئی ان کا وارث نہیں ہوتا اور حسن بھری سے یہ  
مستقل ہے کہ یہ ہمارے پیغمبر سے خاص ہے اس لیے کہ حضرت زکریاؑ نے دعا کی تیرٹھی ویرٹ من ال بعقوب "اور مراد اس سے مال کی  
وراثت ہے ورنہ آگے کی آیت "وانی خفت الموالی من وراثتی" صحیح نہیں ہوتی کیونکہ موالی کا خوف وراثت نبوت اور علم پر نہیں ہو سکتا۔  
ور فرمایا اللہ تعالیٰ نے "ورث سلیمان داؤد" اور صواب جمہور کا نہ ہب ہے اور دونوں آیتوں سے مراد وراثت نبوت ہے۔ اور منتظم سے مراد  
وہ شخص ہے جو ان مالوں کا بندوبست کرے یا خلیفہ وقت اگر وہ خود انتظام کرے۔ قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ کے مال یہ تھے ایک تو سات باغ  
بنی نضیر کے جو یہودی کی وصیت کی رو سے آپ کے ملک میں آئے تھے جب وہ مسلمان ہوا احد کے دن۔ دوسری وہ زمین جو انصار نے آپ کو دی۔  
تیسرے بنی نضیر کا مال جب وہ مدینہ سے نکالے گئے اور بغیر لڑے بھڑے وہ ہاتھ آیا۔ چوتھے آدھا حصہ فدک کا جو صلح کی رو سے ٹھہرایا تھا خیبر  
کی فتح کے بعد۔ پانچواں تہائی وادی القری کی چھٹی دو قلعہ خیبر کے وطلح اور سلام جو صلح سے لیے گئے۔ ساتویں خیبر کے خمس میں سے حصہ۔ یہ  
سب آپ کی املاک تھیں کسی اور کا حق اس میں نہ تھا آپ ان مالوں کو صرف کرتے اپنے اور اہل و عیال پر اور مسلمانوں کی ضرورتوں میں اور ہمیشہ  
یہ صدقات کے طور پر رہنا چاہیے اور کسی کو ان کی ملک حرام ہے۔



### باب: غنیمت کا مال کیوں کر تقسیم ہوگا

۳۵۸۶۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کے مال میں سے دو حصے گھوڑے کو دلائے اور ایک حصہ آدمی کو۔

۳۵۸۷۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر اس میں غنیمت کا ذکر نہیں۔

### بَابُ كَيْفِيَّةِ قِسْمَةِ الْغَنِيمَةِ بَيْنَ الْحَاضِرِينَ

۴۵۸۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ فِي النَّفْلِ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّجُلِ سَهْمًا.

۴۵۸۷۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي النَّفْلِ.

### باب: فرشتوں کی بددبدر کی لڑائی میں اور مباح ہونا

#### لوٹ کا

۳۵۸۸۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے جس دن بدر کی لڑائی ہوئی تو جناب رسول اللہؐ نے مشرکوں کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس تھے۔ جناب رسول اللہؐ نے مشرکوں کو دیکھا اور قبلہ کی طرف منہ کیا پھر دونوں ہاتھ پھیلائے اور پکار کر دعا کرنے لگے اپنے پروردگار سے (اس حدیث سے یہ نکلا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ہاتھ پھیلانا مستحب ہے) یا اللہ! پورا کر جو تو نے وعدہ کیا مجھ سے۔ یا اللہ! دے مجھ کو جو وعدہ کیا تو نے مجھ سے۔ یا اللہ! اگر توجاہ کر دے گا اس جماعت کو مسلمانوں کی تو پھر نہ پوچھا جاوے گا تو زمین میں (بلکہ جھاڑ پھاڑ پوچھے جاویں

### بَابُ الْإِمْدَادِ بِالْمَلَائِكَةِ فِي غَزْوَةٍ بَذَرٍ

#### وَابْنَاءُ الْغَنَائِمِ

۴۵۸۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَذَرٍ نَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَتِسْعَةُ عَشَرَ رَجُلًا فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَبِيلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتَفُ بِرَبِّهِ ((اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي اللَّهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَأُتْعَبَذَ فِي الْأَرْضِ)) فَمَا زَالَ يَهْتَفُ بِرَبِّهِ مَادًّا

(۳۵۸۶) تو سوار کے تین حصہ ہوئے اور پیدل کا ایک حصہ اور یہی قول ہے ابن عباسؓ اور مجاہد اور محمد حسن اور ابن سیرین اور عمر بن عبد العزیز اور مالک اور اوزاعی اور ثوری اور لیث اور شافعی اور ابو یوسف اور احمد اور اسحاق اور ابو عبید اور ابن جریر اور جمہور علماء کا اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ سوار کے دو حصہ ہیں اور پیدل کا ایک حصہ ہے اور جو کوئی اپنے ساتھ کئی گھوڑے لادے تو ایک ہی گھوڑے کا حصہ پاوے گا۔ جمہور کا یہی قول ہے اور اوزاعی اور ثوری اور لیث اور ابو یوسف کے نزدیک دو کا حصہ ملے گا۔ تودی ملے گا۔

(۳۵۸۸) بدر کی لڑائی سب سے پہلی لڑائی ہے جو مسلمانوں نے کی اور بدر ایک پانی کا نام ہے اور ایک گاؤں ہے چار منزل پر مدینہ سے۔ ابن قتیبہؒ نے کہا بدر کنواں تھا کسی کا اور اس کے مالک کا نام بدر تھا پھر وہ کنویں کا نام ہو گیا۔ ابو یوسفؒ نے کہا وہ بنی غفار میں سے ایک شخص کا نام تھا اور بدر کی لڑائی جمعہ کے دن ستر حویں رمضان المبارک کو ہوئی ۲ھ مقدس میں۔ اور حافظ ابن القاسم نے استاد سے تاریخ دمشق میں روایت کیا کہ وہ پیر کے دن ہوئی لیکن اس کی اسناد میں کئی شخص ضعیف ہیں۔ حافظ نے کہا کہ محفوظ یہی ہے کہ یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ بدر کا دن گرمیوں کا دن تھا۔ (نووی)